نابغۂ عصر حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

محترمہ انیس اختر

شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا۔ ان نادرہ روزگار ہستیوں میں سے تھے جو اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک ادارہ اور ایک تحریک ہوتے ہیں۔ اس قسم کے عظیم اور عبقری انسان جہاں بیٹھ جائیں وہیں جنگل میں منگل کا سامان پیدا کر دیتے ہیں اور اپنے سوز دروں سے ایک نئی دنیا بسا لیتے ہیں۔ کسے معلوم تھا کہ تلوکر ذات کے ملک خواجہ عمر صاحب کے ہاں موضع ڈنگ میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہونے والا بچہ آگے چل کر شیخ المشائخ، سند العلماء اور مرشد حق کے عنوانات سے یاد کیا جائے گا۔ اور اس عظیم ہستی کی عقیدت و محبت بلا شک وشبہ کروڑوں انسانوں کے دلوں میں رچ جائے گی۔

حضرت مولانا ابوسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت نے اس سونے کو پارس بنا دیا۔ حضرت اعلیٰ کی نگاہِ بصیرت وفراست نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اس ہونہار نے مستقبل کا امام وقائد بننا ہے اور اسے دنیائے معرفت وطریقت کا شیخ اعظم بننا ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مالک حقیقی نے اپنی عطا وبخشش سے جو حصہ وافر عطا فرمایا اس میں دینے والے کی جود وبخشش کا کمال تو ہے ہی سہی لینے والے کی طلب کے ساتھ ساتھ حضرت ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا بھی دخل ہے۔

حضرت اقدس نے ابتدائی تعلیم موضع کھولہ کے ڈل سکول سے حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت الشیخ ابوسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش اور ارشاد پر قرآنی تعلیم اور علم صرف ونحو حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد دار العلوم عزیزیہ بھیرہ میں تعلیم جاری رکھی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند میں شیخ الادب وشیخ الحدیث مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث وتفسیر مکمل کیا۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں جیل میں تھے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خواجہ ابوسعد احمد خان کے خلیفہ اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سولہ برس گزارے اور سلوک کی منازل مکمل فرمائیں۔ اس دوران خانقاہ سراجیہ مجددیہ کی خدمت کے علاوہ کچھ اوقات خانقاہ ہذا کے مدرسہ سعدیہ کے طلباء کو اسباق بھی پڑھاتے رہے۔ سات جون ۱۹۵۶ء حضرت اقدس عبداللہ لدھیانوی کا انتقال ہوا اور آپ مسند نشین خلافت ہوئے۔ علماء عوام اور ہر خاص وعام کو باطنی علوم اور تزکیہ قلوب سے آراستہ فرماتے رہے۔ آپ ایک عظیم مرتبہ کے عالم دین اور مسند ولایت کے عظیم

تاجدار تھے۔ جنہیں حب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب آقائے کون و مکاں کے سچے غلام اور تاج وتخت ختم نبوت کے حقیقی پہریدار تھے۔ آپ کی عظیم خانقاہ قرن اولیٰ کی خانقاہوں کی مظہر تھی۔ آپ کی زندگی بلاشبہ اس شعر کا مصداق تھی۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تاب رازی

زندگی کا ایک ایک سال، سال کا ہر مہینہ اور مہینہ کا ہر دن اور دن کا ہر لمحہ ایسا گزرا کہ مقصد حیات بھی رقص ناز کرنے لگا۔ بلاشبہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو مقصد زندگی کے لیے اپنی صحت وآرام اور اپنا ایک ایک لمحہ نثار کر دیتے ہیں۔

حضرت اقدس بے بہا خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ مرد مجاہد، حق وصداقت کے پیکر، ختم نبوت کے علمبردار، علم و فکر کے معلم، محبوب خدا کے سچے عاشق تکلفات سے بے نیاز، قناعت تقویٰ وطہارت میں بے مثال تھے۔ سرتاپا زہد و عبادت، مجسمہ علم وعمل اور قاطع شرک وبدعت تھے۔ پیکر اتباع رسول امین تھے اور اخلاص وعمل کا امتزاج حسین تھے۔ نرم گفتار اور شیریں بیاں تھے۔ ہمارے قائد ہمارے پیر ومرشد کی شخصیت رہتی دنیا تک مشعل راہ بنی رہے گی۔ اور بھٹکے ہوئے راہی اس چراغ سے روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔

بڑی مدت کے بعد ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور مے خانہ

آپ نے تقریباً نوے سال عمر عزیز گزاری۔ جذبہ عمل بیدار رہا۔ زخم کھا کر ابھرتے رہے۔ زندگی خدمت دین سے عبارت رہی۔ غوغہ آرائی کی پروا کیے بغیر اپنا سفر جاری رکھا۔ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری میں زندانی بھی قبول کی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے اور نہایت جرات وحوصلہ سے عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ جیل کاٹی۔ ۵ رمئی ۲۰۱۰ء آٹھ بج کر پچیس منٹ پر خانقاہ سراجیہ مجددیہ کا سراج منیر اس دار فانی سے غروب ہوا۔ لاکھوں دلوں کی دھڑکن، کروڑوں مریدین کا پیر کامل، عالم اسلام کی متاع عزیز مخدوم زماں مخدوم العلماوصلحا حضرت اقدس خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ عالم اسلام میں کہرام ہے ہر دل رنجیدہ اور آنکھ پرنم ہے۔ اللہ والوں کے جنازے بھی قابل دید ہوتے ہیں۔

ملک بھر سے کاریں، کوچز، موٹر سائیکل بسیں گویا ہر قسم کی گاڑیاں خانقاہ شریف کی طرف رواں دواں ہیں۔ جگہ جگہ پر مسجدوں میں درختوں کے نیچے ہوٹلوں کے تھڑوں پر راستوں پر لگے نلکوں کے قریب باجماعت نماز ہو رہی ہے۔ جی ہاں! یہ لوگ ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں ہیں جو حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ کی نماز جنازہ کی شرکت کے لیے آرہے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ چالیس مومن جس کی نماز جنازہ ادا کریں وہ جنازہ بخشا جاتا ہے۔ بھلا اس جنازے

کا کیا عالم ہوگا جس میں بے شمار افراد شریک ہوں ان میں علما، صلحا، طلبا، حاجی، حافظ، قاری، درویش، صوفی، فقیر ہوں گے عام مومنوں اور مسلمانوں کا تو کہنا کیا۔ مئی کا مہینہ، علاقہ تھل اور دو پہر اڑھائی بجے کا وقت اس میں سہانا موسم ٹھنڈی اور پر کشش ہوا خوبصورت پرندوں اور ابابیلوں کے چکر غرض عجیب نظارہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ نماز اور دعا کی وجہ سے جنازہ بخشا جاتا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جنازہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اس کی روحانی عظمت سے شریک جنازہ بخشے جاتے ہیں۔ **اولئک هم المقربون فی جنت النعیم**

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی طرح میرے پیارے حضرت جیؒ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ رب العزت ان کی اولاد کو اور یتیم ہونے والے لاکھوں مریدین کو صبر و حوصلہ عطا فرمائے۔ آپ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے پایۂ نقش پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

تو میرے سامنے نہیں میرے رہبر حیات
لیکن تیری بتائی ہوئی رہگذر تو ہے

آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس تابع سنت وشریعت شخص جو کہ شہر کو نہیں پورے ملک کو ویران کر گیا، اپنی رضا اور جنت الفردوس کے بلند درجات عطا فرمائے۔ لواحقین و متعلقین کو صبر و حوصلہ سے یہ صدمہ جانکاہ برداشت کرنے کی ہمت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہر اک نفس کو چکھنا ہے موت کی لذت
بقا اگر ہے تو اک ذات کبریا کے لیے